سپریم کورٹ رپورٹس (1999) SUPP. 1 ایس سی آر

سوونٹرگ (انڈیا) لمیٹڈ۔
بنام
اسٹیٹ بینک آف انڈیا نئی دہلی

11 اگست 1999

(ایس۔ صغیر احمد اور آر۔ پی۔ سیٹھی، جسٹسز)

صارفین کے تحفظ کا قانون، 1986:

دفعہ 14 - سود - معاوضہ - گاہک نے بینک میں 1 لاکھ روپے جمع کیے لیکن وہ 7 سال تک اس کے کھاتے میں جمع نہیں ہوئے - ریاستی کمیشن نے بینک کو رقم برقرار رکھنے میں غلط نہیں پایا - لہٰذا، معاوضے اور نقصانات کا دعوی، مسترد کر دیا گیا - تاہم، ریاستی کمیشن نے 12 فیصد سود دیا جس کی تصدیق قومی کمیشن نے کی تھی - منعقد ہوا، تاخیر سے جمع یا خدمت پر سود کی ادائیگی کے لیے فریقین کے درمیان معاہدے کی عدم موجودگی میں، دفعہ 34 ضابطہ دیوانی کے تحت سود کا دعوی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس شق کو ایکٹ کے تحت کارروائی پر خاص طور پر لاگو نہیں کیا گیا ہے - تاہم، دفعہ 34 ضابطہ دیوانی کی عمومی دفعات، انصاف، مساوات پر مبنی ہیں۔ اور نیک ضمیر، صارفین کی عدالتوں کو بھی ہر معاملے کے حالات کے مطابق سود دینے کا اختیار دے گا - مناسب معاملات میں معاوضے یا نقصانات کے بدلے میں بھی سود دیا جا سکتا ہے - لہٰذا، قومی اور ریاستی کمیشنوں نے صحیح طور پر سود دیا - تاہم، 12 فیصد سود ناکافی ہونے کی وجہ سے بڑھا کر 15 فیصد کر دیا گیا - مجموعہ توضیعات دیوانی، 1908 - دفعہ 34۔

دفعہ 14 - سود - معاوضہ - بھی منصفانہ بنیادوں پر دیا جا سکتا ہے۔

اپیل کنندہ کمپنی کا مدعا علیہ بینک میں ایک کھاتہ تھا اور اس نے 1 لاکھ روپے کا چیک جمع کیا، جو سات سال تک اس کے کھاتے میں جمع نہیں ہوا، حالانکہ چیک کی آمدنی جمع کی گئی تھی۔ اپیل کنندہ نے کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ 1986 کے تحت ریاستی کنزیومر ڈسپیوٹس ریڈریسل کمیشن کے سامنے شکایت درج کروائی جس میں کاروباری نقصانات، نقصانات اور سالانہ 24 فیصد سود کے معاوضے کا دعوی کیا گیا۔

ریاستی کمیشن کے ساتھ ساتھ قومی کمیشن نے فیصلہ دیا کہ فریقین کے درمیان ایک عہد نامہ موجود ہے جس نے بینک کو اپیل کنندہ کی جانب سے چیف کنٹرولر آف درآمدات و برآمدات کو پیش کی گئی ضمانت کے لیے رقم کو مارجن منی کے طور پر رکھنے کا اختیار دیا ہے اور اس لیے بینک رقم کو برقرار رکھنے میں غلط نہیں تھا۔ اپیل کنندہ یہ ثابت نہیں کر سکا کہ ضمانت کا معاہدہ کب ختم ہوا۔ تاہم، یہ 1987 میں دیر سے نافذ پایا گیا۔

ریاستی کمیشن نے معاوضے اور نقصانات کے دعوے کو مسترد کر دیا لیکن رقم کی وصولی کی تاریخ سے اس کی ادائیگی کی تاریخ تک 12 فیصد سود دیا۔ قومی کمیشن نے مذکورہ حکم کی تصدیق کی۔ اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ اپیل کنندہ مجموعہ ضابطہ دیوانی، 1908 کی دفعہ 34 کے تحت مخصوص شرح پر سود کا حقدار ہے۔

جزوی طور پر اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد۔1: تاخیر سے جمع پر سود کی ادائیگی یا مخالف فریق کی طرف سے خدمات فراہم کرنے میں تاخیر کی وجہ سے فریقین کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں تھا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی 1908 کی دفعہ 34 کے تحت سود کا دعوی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس توضیعات کو خاص طور پر کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ 1986 کے تحت کارروائی پر لاگو نہیں کیا گیا ہے۔ تاہم، دفعہ 34 ضابطہ دیوانی کی عمومی شق، انصاف، مساوات اور نیک ضمیر پر مبنی ہونے کی وجہ سے، ریڈرسل فورمز اور کمیشنوں کو ہر معاملے کے حالات میں مناسب طریقے سے سود دینے کا اختیار دے گی۔ مناسب معاملات میں معاوضے یا نقصانات کے بدلے سود بھی دیا جا سکتا ہے۔ سود منصفانہ بنیادوں پر بھی دیا جا سکتا ہے۔ (341-اے-بی-سی)

ستیندر سنگھ بنام امراؤ سنگھ، (1961) 3 SCR 676 اور لکشمی چند بنام اندور ایمپرومنٹ ٹرسٹ، اندور، AIR (1975) SC 1303، پر انحصار کیا گیا۔

بنگال ناگپور ریلوے کمپنی لمیٹڈ بنام رتنجی راجی، (1938) ایل آر 65 آئی اے 66، حوالہ دیا گیا۔

2۔ ریاستی کمیشن کے ساتھ ساتھ قومی کمیشن کو اپیل کنندہ کو سود دینے میں جائز قرار دیا گیا لیکن 12 فیصد سود ناکافی تھا اور اس لیے اپیل کنندہ رقم کی وصولی کی تاریخ سے اس کی ادائیگی کی تاریخ تک سالانہ 15 فیصد سود کا حقدار ہوگا۔

(D:A-B-342)

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار فیصلہ : 1992 کی دیوانی اپیل نمبر 823۔

1991 کے ایف اے نمبر 4 میں نیشنل کنزیومر ڈسپیوٹس ریڈریسل کمیشن، نئی دہلی کے مورخہ 11.9.91 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے محترمہ میناکشی اروڑا۔

جواب دہندہ کے لیے ایس۔ کے۔ بساریا۔

عدالت کا فیصلہ بذریعے سنایا گیا۔

جسٹس سیٹھی، ۔ قومی صارفین کے تنازعات کے ازالے کے کمیشن (جسے اس کے بعد" قومی کمیشن" کہا جاتا ہے) کے اکثریتی نقطہ نظر سے مطمئن نہیں لیکن اس کے ایک رکن (بالا کرشنا ایراڈی، جسٹس) کے مشاہدے سے متاثر ہو کر، اپیل کنندہ نے قومی کمیشن کے اکثریتی حکم میں ترمیم کرنے کے لیے اس عدالت کا رخ کیا ہے جس میں مدعا علیہ کو رقم کو غلط طریقے سے روکنے کے لیے معاوضہ اور اس وقت رائج تجارتی نرخوں

پر سود ادا کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔مقدمے کے حقائق یہ ہیں کہ اپیل کنندہ کمپنی کا مدعا علیہ بینک میں ایک بینک کھاتہ تھا جس میں جون 1983 کے مہینے میں اپیل کنندہ کی طرف سے ایک لاکھ روپے کا چیک جمع کیا گیا تھا اور اس کی آمدنی اس کے کھاتے میں جمع کی گئی تھی۔اپیل کنندہ نے الزام لگایا کہ اگرچہ چیک کی آمدنی 17 جون 1983 کو اکٹھا کی گئی تھی پھر بھی وہ سات سال سے زیادہ عرصے تک اس کے کھاتے میں جمع نہیں کی گئیں۔اپیل کنندہ نے کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ، 1986 (جسے اس کے بعد" ایکٹ 1 "کہا جاتا ہے) کے تحت تشکیل شدہ ریاستی صارفین کے تنازعات کے ازالے کے کمیشن (جسے اس کے بعد " ریاستی کمیشن" کہا جاتا ہے) کے سامنے شکایت درج کی جس میں درج ذیل رقوم کے اپنے حق کی تفصیل دی گئی ہے۔

اے	15.5.83 پر مدعا علیہ کے پاس جمع کی گئی اصل رقم	1,00,000 روپے
بی	تمام قومی بینکوں میں رائج معیاری معمول کے مطابق سالانہ سہ ماہی 24 فیصد کی شرح سے عام اور تعزیراتی سود۔	3,26,000روپے
سی	ماہر کی طرف سے مذکورہ بالا مجرمانہ کارروائیوں/غلطیوں اور کمیشنوں کی وجہ سے درخواست گزار کو ہونے والے کاروباری نقصانات کا معاوضہ۔	2,00,000روپے
ڈی	نامزد نقصانات/ عام نقصانات/خصوصی نقصانات/ خاطر خواہ نقصانات بشمول وقار، حیثیت اور ذہنی اذیت کے نقصان کے لیے، جو درخواست گزار کمپنی اور اس کے مینیجنگ ڈائریکٹر کو برداشت کرنا پڑا۔	2,00,000روپے
	کل	8,26,000روپے

ریاستی کمیشن نے مدعا علیہ کو 12 فیصد فی سال کی شرح سے سود کے ساتھ ایک لاکھ روپے ادا کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے شکایت کو جزوی طور پر منظور کر لیا۔اس کے ذریعہ مقرر کردہ وقت کے اندر رقم موصول ہونے کی تاریخ سے ادائیگی کی تاریخ تک سہ ماہی بازیافت کے ساتھ۔جیسا کہ پہلے دیکھا گیا ہے کہ قومی کمیشن کی اکثریت نے ریاستی کمیشن کے حکم کی تصدیق کی۔اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے پیش ہونے والے ماہر وکیل نے زور دے کر دلیل دی ہے کہ ریاستی کمیشن کے ساتھ ساتھ قومی کمیشن بھی اپیل کنندہ کے دعوے کو مسترد کرنے میں جائز نہیں تھا کیونکہ یہ معاوضے کی ادائیگی اور 24 فیصد سالانہ کی شرح سے سود سے متعلق ہے۔ضابطہ دیوانی کی دفعہ 34 توضیعات پر بھی انحصار رکھا گیا ہے۔ یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ قومی کمیشن کے ایک رکن کے نتیجے کے پیش نظر، مدعاعلیہ کی لاپرواہی ثابت ہوئی جس کی وجہ سے اپیل کنندہ ریاستی کمیشن کے سامنے دعوی کی گئی رقم کی ادائیگی کا حقدار تھا۔

فریقین کے وکیل کو سننے اور ریکارڈ پر غور کرنے کے بعد، ہم نے محسوس کیا ہے کہ ریاستی کمیشن کے ساتھ ساتھ قومی کمیشن نے بھی بیک وقت پایا ہے کہ زیر بحث چیک کی وصولی سے حاصل ہونے والی رقم بظاہر فریقین کے درمیان مفاہمت کی بنیاد پر جمع نہیں کی جا سکی جس نے بینک کو مستغیث کمپنی کی جانب سے چیف کنٹرولر آف درآمدات و برآمدات کو بینک کی طرف سے پیش کردہ گارنٹی کے لیے مارجن منی کے برابر رکھنے کا اختیار دیا۔ یہ پایا گیا ہے کہ بینک نے مذکورہ رقم کو اپنی تحویل میں رکھنا غلط نہیں تھا۔اپیل کنندہ کو مزید یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ ضمانت کا معاہدہ کس تاریخ سے ختم ہوا ہے۔تاہم، مذکورہ معاہدہ 1987 میں دیر سے نافذ پایا گیا۔کسی بھی لاپرواہی کی عدم موجودگی میں، ہمیں اپیل کنندہ کے وکیل کی طرف سے ریاستی کمیشن اور قومی کمیشن کے احکامات میں ترمیم کرنے کے لیے کی گئی پیش کش میں کوئی بنیاد نہیں ملتی ہے تاکہ شکایت میں جمع کی گئی رقم کو مبینہ طور پر غلط طریقے سے برقرار رکھنے پر معاوضے کی ادائیگی کی ہدایت کی جاسکے۔

ضابطہ دیوانی کے دفعہ 34 کے صوبے پر انحصار کرتے ہوئے، اپیل کنندہ کے وکیل نے پیش کیا کہ اپیل کنندہ اس شرح پر سود کی ادائیگی کا حقدار ہے جس پر تجارتی لین دین کے سلسلے میں قومی بینکوں کے ذریعے رقم ادھار دی جاتی ہے یا پیش کی جاتی ہے۔ایل اے کا حوالہ دیتے ہوئے 1991 میں جاری ہونے والی اس عدالت اور بھارت میں بینکنگ لا اینڈ پریکٹس میں دائر 2 میں، اس نے دلیل دی تھی کہ اپیل کنندہ 19.4 فیصد سالانہ کی شرح سے کم از کم سود کی ادائیگی کا حقدار ہے۔ایکٹ کے دفعہ 14 کی دفعات کے پیش نظر اس سلسلے میں کی گئی عمومی درخواست کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔تاخیر سے جمع پر سود کی ادائیگی یا مخالف فریق کی طرف سے خدمات فراہم کرنے میں تاخیر کی وجہ سے فریقین کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں تھا۔ضابطہ دیوانی کی دفعہ 34 کے تحت سود کا دعوی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس توضیعات کو ایکٹ کے تحت کارروائی پر خاص طور پر لاگو نہیں کیا گیا ہے۔تاہم، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ دفعہ 34 کی عمومی شق انصاف، مساوات اور نیک نیتی پر مبنی ہونے

کی وجہ سے ریڈرسل فورمز اور کمیشنوں کو ہر معاملے کے حالات میں مناسب طریقے سے سود دینے کا اختیار دے گی۔ مناسب معاملات میں معاوضے یا نقصانات کے بدلے سود بھی دیا جاسکتا ہے۔ سود کو منصفانہ بنیادوں پر بھی دیا جاسکتا ہے جیسا کہ اس عدالت نے ستندر سنگھ اور دیگر بنام امراو سنگھ اور دیگر [1961] 3 ایس سی آر 676 میں قرار دیا تھا۔ 1839 کے پروونس آف انٹرسٹ ایکٹ کا حوالہ دیتے ہوئے، زمین کے لازمی حصول کے سلسلے میں جہاں سود دینے کے لیے گرانٹ کے لیے کوئی مخصوص التزام نہیں کیا گیا ہے، عدالت نے فیصلہ دیا:

"اس سلسلے میں ہم اتفاق سے انٹرسٹ ایکٹ 1839 (XXXII آف 1839) کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ اس ایکٹ کا دفعہ 2 عدالت کو اس میں بیان کردہ معاملات میں سود کی اجازت دینے کا اختیار دیتا ہے، لیکن مذکورہ دفعہ فقرہ یہ واضح کرتی ہے کہ سود ان تمام معاملات میں قابل ادائیگی ہوگا جن میں اب یہ قانون کے ذریعے قابل ادائیگی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، مذکورہ ایکٹ کے دفعہ 1 کی عملی توضیعات مطلب یہ نہیں ہے کہ جہاں سود قانون کے ذریعہ دوسری صورت میں قابل ادائیگی تھا، اس طرح کا سود دینے کا عدالت کا اختیار چھین لیا جاتا ہے۔ منصفانہ بنیادوں پر یا قانون کی کسی بھی دوسری توضیعات تحت سود دینے کا اختیار واضح طور پر دفعہ 1 فقرہ کے ذریعے محفوظ کیا جاتا ہے۔ اس سوال پر بنگال ناگپور ریلوے کمپنی لمیٹڈ بنام رتنجی راجمی، (1938) ایل آر 65 I.A.66 پریوی کونسل نے غور کیا۔ ایکٹ کے دفعہ 1 فقرہ کا حوالہ دیتے ہوئے پریوی کونسل نے مشاہدہ کیا کہ " یہ شق ان معاملات پر لاگو ہوتی ہے جن میں عدالت انصاف سود کی اجازت دینے کے لیے اپنے دائرہ اختیار کا استعمال کرتی ہے"۔ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ نجی معاہدے کے ذریعے یا لازمی حصول کے ذریعے چھین لی گئی غیر منقولہ جائیداد کے قبضے کے بدلے سود حاصل کرنے کا حق عام طور پر عدالتی فیصلوں کے ذریعے ایک منصفانہ حق سمجھا جاتا ہے؛ اور اس لیے سود ایکٹ کے دفعہ 1 فقرہ مذکورہ حق کو بچاتی ہے۔ ہمیں اس کے مطابق یہ ماننا چاہیے کہ عدالت عالیہ نے معاوضے کی رقم پر سود کی ادائیگی کے دعویداروں کے کیس کو مسترد کرنے میں غلطی کی تھی، اور اس لیے ہم ہدایت دیتے ہیں کہ مذکورہ رقم پر 4 فیصد سالانہ سود ہونا چاہیے جس تاریخ کو مدعا علیہ 2 نے دعویداروں کی زمینوں پر قبضہ کیا تھا اس تاریخ تک جس پر اس نے انہیں معاوضے کی رقم جمع یا ادا کی تھی۔

اسی تناظر میں لکشمی چند بمقابلہ اندور امپر وومنٹ ٹرسٹ، اندور اور دیگر AIR (1975) S C 1303 کا فیصلہ ہے۔اس لیے اسٹیٹ کمیشن کے ساتھ ساتھ نیشنل کمیشن کو اپیل کنندہ کو سود دینے کا جواز تھا لیکن حالات میں اس معاملے میں ہم محسوس کرتے ہیں کہ 12 فیصد کی شرح سے سود کی گرانٹ ناکافی تھی کیونکہ تسلیم شدہ طور پر اپیل کنندہ کو سات سال سے زائد عرصے تک ایک لاکھ روپے کی رقم سے محروم رکھا گیا تھا، مذکورہ مدت کے دوران،اپیل کنندہ کو نقصان اٹھانا پڑا تھا۔کمپنیز ایکٹ کے تحت کارروائی کو ختم کرنا مبینہ طور پر مالی بحران کی بنیاد پر۔ہماری رائے ہے کہ 15 فیصد سالانہ کی شرح سے سود دینے سے انصاف کی تکمیل ہوتی۔

کیس کے حقائق اور حالات کے تحت ریاستی کمیشن کے ساتھ ساتھ قومی کمیشن کے احکامات میں ترمیم کر کے جزوی طور پر اپیل کی منظوری دی جاتی ہے جس میں یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ اپیل کنندہ 15 فیصد سالانہ کی شرح سے سود کے ساتھ ایک لاکھ روپے کی ادائیگی کا حقدار ہوگا جس میں سہ ماہی بازیافت اس تاریخ سے ہوگا جب اسے رقم موصول ہوئی تھی ادائیگی کی تاریخ تک۔سود کی شرح میں اضافے کی وجہ سے رقم کا فرق اپیل کنندہ کو اس فیصلے کی تاریخ سے چھ ہفتوں کی مدت کے اندر ادا کیا جائے گا۔

وی ایس ایس۔

جزوی طور پر اپیل کی منظوری ہے۔

Meraj U Din Sofi
2024.10.09 17:19
I am the author of this
document